اسلوبیاتی تنقید اور مرزا خلیل احمد بیگ

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

Abstract:

All the scientific theories presented during the 19th and 20th century had their effect on literature. As a result they also had a profound imprint on criticism. There appeared a tradition of analysing language and literature on the basis of scientific theories. After linguistics, stylistics criticism also learnt to look at literature from a linguistic point of view.

French critics proved their worth with regard to linguistics and stylistics. These critics include R. D. Blackman, Jesperson and Charles Bally. Stylistics is considered a branch of linguistics.

Any description of stylistic criticism in Urdu is incomplete without the mention of Mirza Khaleel Ahmed Beg. His book " Aslobiyati Tanqeed-Nazri Buniyadein Aur Tajziye" not only encompasses the field of literary studies, Criticism and Linguistics, but also contains practical criticism from stylistic point of view. This book consists of six portions and throws light on Stylistics, Linguistics and Stylistic Criticism. This book presents practical examples as well in the field of Stylistic Criticism.

انیسویں اور بیسویں صدی مینجتنے بھی سائنسی نظریات سامنے آئے انھوں نے ادب کو بھی متاثر کیا اور ادب کے نتیجے میں تنقید پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے۔سائنس کی تقلید میں لسانیات کے ضمن میں زبان وادب کے سائنسی بنیادوں پرتجزیے کی روایت سامنے آئی۔اسی سائنسی مزاج کی وجہ سے یہ عام قارئین کی دلچسپی سے دور ہے۔

لسانیات کا ہاتھ پکڑ کر ایک قدم اور آگے بڑھے تو اسلوبیات کے خدو خال نمایاں ہونے شروع ہوئے۔لفظ وبیان کو لسانی نقطہ نظر سے دیکھا جانے لگا۔

> "جدید طبیعات کے دریافت شدہ رشتوں کے اس تصور نے جدید لسانیات کو بھی متاثر کیا اور لسانیات کے ذریعے ادبی تنقید کو بھی۔۔گویا شے سے سٹرکچر کی طرف ایک اہم قدم تھا۔۔اتنا ہی اہم جتنا کوپر نیکس (Copernecus) کا، جس نے یہ کہہ کر انسان کے زاویۂ نگاہ کو تبدیل کردیا کہ زمین کے بجائے سورج اس نظام شمسی کا مرکز ہے۔"(۱)

فرانسیسی ناقدین نے اسلوب اور لسانیات کے حوالے کام کیا۔ ان ناقدین میں آر ڈی بلیک مین،یسپرسن، چارلس بیلی نے اسلوبیات کے حوالے سے اہم کام کیا۔اسلوبیات کووضاحتی لسانیات کی ایک شاخ کے طور پرلیا جاتا ہے جس میں لسانی امتیازات کو نشان زد کرکے فن پارے کی ہئیت ، صنف یا عہد کی شناخت کی جاتی ہے۔اس میں لسانی خصائص اور اعداد وشمار کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔

اسلوبیاتی تنقید کے بارے میں طارق سعید لکھتے ہیں:

> "اسلوبیاتی تنقید ان تمام لسانی ذرائع کو زیر بحث لاتی ہے جو تخلیق میں صرف ہوتے ہیں۔مثلاً استعارہ، صرفی پیٹرن وغیرہ۔" (۲)

اردو میں ڈاکٹر وزیر آغا، محمد علی صدیقی، گوپی چند نارنگ اور مرزا خلیل احمد بیگ نے ساسر کے نظریات کی روشنی میں اپنی تنقیدی تحریریں پیش کیں۔محمد علی صدیقی نے لیوی سٹراس کے نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے بات کی۔

ڈاکٹر وزیر آغا نے محمد حسین آزاد کے اسلوب پر تنقید مضمون لکھا۔نفسیاتی سطح پر بھی محمدحسین آزاد کے حوالے سے تنقیدی تحریر پیش کی۔اسی طرح انھوں نے فیض احمد فیض کی شاعری کا بھی لفظیات،معنیات اور تکرارحرفی کے حوالے سے جائزہ لیا۔وزیر آغا کے خیال میں اسلوبیاتی تنقید ، نئی تنقید، ساختیاتی اور پس ساختیاتی تنقید سے متاثر ہوئی۔وزیر آغا لکھتے ہیں:

> "فرانسیسی رویہ اسلوب کو لسانیات سے متعلق گردانتا ہے، اس کا اصل مقصود اسلوب کی ایک "سائنس" کو جنم دینا ہے جو زبان کے جملہ اسالیب پر محیط ہے۔" (۳)

اُردو میں اسلوبیات کے حوالے سے گوپی چند نارنگ کا کام بنیای نوعیت کا ہے۔ انھوں نے اسلوبیات میر، اسلوبیات انیس، اسلوبیات اقبال وغیرہ ایسے مضامین ہیں جن میں اسلوبیاتی حوالے سے تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

گوپی چند نارنگ نے میر تقی میر کی شاعری کا جو اسلوبیاتی جائزہ لیا ہے وہ صرفی بھی ہے نحوی بھی اور صوتیاتی بھی۔انھوں نے میر کے اسلوبی مطالعے کی روشنی میں ان کے منفرد لیجے کی شناخت کی ہے۔شعر میں اسلوبی ومعنیاتی تنوع اور تخلیقیت لفظ ہی کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> "میر کی زبان محض بول چال کی زبان نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میر کا صرفی اور نحوی ڈھانچہ عام اردو کا ہے۔لیکن لفظوں کے سُر الگ ہیں۔متعدد اسلوبیاتی امتیازات کے باعث میر کا لہجہ ایسی شدید انفرادیت رکھتا ہے کہ میر کا شعر پڑھتے یا سنتے ہی فوراً محسوس ہوتا ہے کہ یہ لہجہ دوسروں سے الگ ہے۔رفتہ رفتہ میر کی آواز پورے عہد پر چھا جاتی ہے۔"(٤)

فہیم اعظمی جمالیاتی اور غیر جمالیاتی متون کو زبان کے علامتی اور استعاراتی استعمال کی بنیاد پر ایک دوسرے سے ممتاز اور مختلف تصور کرتے ہیں۔(۵)

اسلوبیات کے حوالے سے طارق سعید نے بھی کام کیا ہے انھوں نے اپنی کتاب "اسلوب اور اسلوبیات" میں جہاں اسلوبیات کے نظری مسائل پرقلم اٹھایا ہے وہاں غالب ،محمد حسین آزاد ،مولوی عبدالحق، مرزا رسوا،وجہی سے قرۃ العین تک، مختلف ادیبوں کا اسلوبیاتی جائزہ لیا ہے۔(٦)

مرزا خلیل احمد بیگ کی کتاب "اسلوبیاتی تنقید۔ نظری بنیادیں اور تجزیے"جہاں ادبی مطالعات اور تنقید ولسانیات جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے وہاں اس میں اسلوبیات کے حوالے سے عملی تنقید بھی ملتی ہے۔

اس کتاب کو چھ حصوں اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- ادبی تنقید اور لسانیات واسلوبیات
2- نظریۂ اسلوب اور اسلوبیاتی تنقید
3- اسلوبیاتی نظریہ ساز
4- نثری اسلوبیاتی تجزیے
5- شعری اسلوبیاتی تجزیے
6- ادبی اسلوبیاتی تجزیے

اس کتاب کے پہلے حصے میں لسانیات اور اسلوبیات کے تعلق کو واضح کیا گیا ہے۔ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ ساسر کے نظریات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "فرڈی نینڈ ڈی سسیور (لسانیاتِ جدید کا ابو الآبا) زبان کو "نشانات کا نظام " (System of Signs)قرار دیتا ہے اور لفظ کو 'نشان(Sign)'کہتا ہے جو اس کے نزدیک دو رکا ہوتا ہے۔ اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ ہر نشان کی دو 'طرفیں(Sides)'ہوتی ہیں ؛ اس کی ایک 'طرف (Side)'کو 'تصور (Concept)' اور دوسری طرف کو 'صوت امیج (Sound-image) 'کہتے ہیں ۔"(۷)

اسی طرح وہ رومن جیکب سن کی بات کرتے ہوئے ان کے حوالے سے ترسیلی عمل کے لیے چھ عناصر کی بات کرتے ہیں:

1- اطلاعی (Informative)
2- جذباتی/محسوساتی (Emotive)
3- شعری (Poetic)
4- ہدایتی (Directive)
5- لسانی (Met lingual)
6- ارتباطی (Phatic) (۸)

روسی ہئیت پسند اور پراگ سکول کے ماہر لسانیات مکاroوسکی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مرزا صاحب بتاتے ہیں کہ جب شاعر جدت پیدا کرنے کے لیے تصرفات سے کام لے کر اپنے معمول کے مطابق کام کرنے والی زبان کو الگ انداز سے ہٹ کر پیش کرتا ہے تو نیا پن پیدا ہوتا ہے اور شعری زبان کی اس خصوصیت کو وہ (فور گراؤنڈنگ) جیسی اصطلاح کا نام دیتا ہے۔

مکاروسکی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے نئے لسانی سانچوں کی مثال دیتے ہوئے مرزاخلیل احمد بیگ درج ذیل اشعار حوالہ کے طور پر درج کرتے ہیں:

چلو آنکھوں میں پھر سے نیند بوئیں
کہ مدت سے اسے دیکھا نہیں ہے
(شہریار)

نہ جانے کیوں درودیوار ہنس پڑے اے شاد
خیال آیا تھا اک روز گھر سجانے کا
(شاذتمکنت)

آنکھ بھی برسی بہت بادل کے ساتھ
اب کے ساون کی جھڑی اچھی لگی
(احمد فراز)

ان اشعار میں آنکھوں میں نیند بونا، درودیوار کا ہنس پڑنا اور آنکھ کا برسنا فور گراؤنڈنگ کی مثالیں ہیں۔(۹)

اسی طرح وہ مسعود حسین خاں کے حوالے سے مرزا غالب کے اشعار کی مثالیں دی ہیں:

شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا (ا ں / ن)
ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے (۱ں/م)

یہاں نون غنہ جو کہ مصوتوں کی انفی شکل ہے قافیے کے آخر میں آتا ہے ۔ یہاں ردیف میں پائے جانے والے مصوتوں کے صوتی اتصال سے غزل میں ترنم اور جھنکار کی صورت پیدا ہوتی ہے۔(۱۰)اسی طرح انھوں نے گوپی چند نارنگ کی اسلوبیاتی تنقید کی مثالیں بھی دی ہیں۔

دوسرے حصے میں اسلوبیات کی تعریفیں اور تشکیلات وتوضیحات کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلوب کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ اسلوب کو انگریزی میںstyle کہتے ہیں جو لاطینی زبان کے لفظStiles سے مشتق ہے جس کے معنی اس نکیلے اوزار کے ہیں جس سے قدیم زمانے میں موم کی تختیوں پر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا۔(۱۱)

لفظ Stiles کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے انھوں نے اس بارے میں نثار احمد فاروقی کا نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے جن کے خیال میں اس کا تعلق یونانی زبان سے ہے۔اسی حصے میں انھوں نے اسلوب کی تشکیل میں معاونت کرنے والی مختلف سطحوں کی بات کی ہے جن میں صوتی، لغوی، قواعدی،اور معنیاتی سطحیں شامل ہیں۔

معاصر شعراء کے کلام میں فورگراؤنڈنگ اور نارم (۱۲)سے انحراف کی مثالیں دیتے ہوئے انھوں نے کچھ اشعار درج کیے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

چھت پر پگھل کے جم گئی خوابوں کی چاندنی (عادل منصوری)
وہ چھکتی ہوئی کھڑکی نہ مہکتے دروبام (سلطان اختر)
میرے کمرے کو ہنسی آئے گی تھوڑی دیر میں(پرکاش فکری)
پلکیں جھپک رہا تھا دریچہ کھلا ہوا (محمد علوی)
میرے کمرے میں یادیں سو رہی ہیں (کفیل آذر)
تنہائیوں کا شور تھا خالی مکان میں (ظفر اقبال) (۱۳)

ان اشعار میں اسلوبیاتی حوالے سے چاندی کا پگھل کے جمنا،چھکتی کھڑی، مہکتے دروبام، کمرے کو ہنسی آنا، دریچے کا پلکیں جھپکنا، کمرے میں یادوں کا سونا اور تنہائیوں کا شور ہونا زبان کے مقررہ معیار اور ضابطوں سے انحراف کی مثالیں ہیں۔

تیسرے حصے میں مغرب کے اسلوبیاتی نظریہ سازپر بات کرتے ہوئے انھوں نے نلز ایرک انکوسٹ(Nils Erik Enkvist)، ڈیل ایچ ہائمز(Dell.H.Hymes)،رولاں ویلز (Rulon Wells)،جیوفری لیچ(Geoffrey Leech)جیسے ناقدین کا ذکر کیا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ مشرقی ناقدین کے حوالے سے مسعوحسین خاں اور اسلوبیات،گوپی چند نارنگ کا اسلوبیاتی نظریۂ تنقید،اسلوبیاتی تنقید اور مغنی تبسم جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔

انھوں نے یورپ اور امریکہ میں لسانیات کے ارتقا پہ بھی بات کی ہےیورپ میں جب لسانیات پر کام ہورہا تھا تو امریکہ میں بشریات کی ایک شاخ کے طور پر لسانیات کو دیکھا گیا اس حوالے سے انھوں نے ریڈ انڈین زبانوں کے مطالعہ کی جانب توجہ مبذول کی۔اس حوالے سے ان کے نزدیک فرینز اور ایڈورڈ سپیر کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔

چوتھے حصے میں ابوالکلام آزاد، نیاز فتح پوری، رشید احمد صدیقی، ذاکر حسین،بیدی کے اسلوب پر بات کی گئی ہے اس کے علاوہ معاصر اردو افسانے کا زبان اور اسلوب کے حوالے سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

پانچویں حصے میں شعری اسلوب کے صوتیاتی مطالعہ کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔اور اکبرالہ آبادی ، اقبال ، فیض ، اختر انصاری،کے علاوہ دکنی اسلوبیات کو موضوع بنایا گیا ہے۔

چھٹا حصہ مرزا غالب ، شبلی نعمانی اور فراق کے مطالعات پر مبنی ہے۔جس میں مختلف شعراء کے بارے میں تجزیہ پیش کیا گیا ہے کہ کون سا شاعر کون سے مصمتے زیادہ استعمال کرتا ہے۔کون سے مصمتے استعمال کیے جائیں تو وہ زیادہ خوش آہنگ ٹھہریں گی اور کیوں؟آوازوں کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"اگر کسی شاعر کے کلام میں غم، اداسی اورحزن وملال کا عنصر زیادہ ہے تو اس کے یہاں طویل مصوتوں کے علاوہ /ہ/اور ہکار آوازیں (Aspirates) /پھ/بھ/تھ/دھ/چھ/جھ/ وغیرہ زیادہ ملیں گی۔اس ضمن میں میر اور فانی کے کلام سے مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جہاں ان آوازوں کا استعمال بکثرت ہوا ہے----دوسری بہت سی آوازوں کی طرح اُردو کی کوز (Retroflex) آوازیں /ٹ/ڈ/ڑ/اور ان کی ہکار شکلیں /ٹھ/ڈھ/ڑھ/بھی اپنے اندر مخصوص معنیاتی پہلو رکھتی ہیں۔"(۱٤)

شعری اسلوب میں مصوتوں اور مصمتوں کی ترتیب اور غنائیت اہم کردار کی حامل ہوتی ہیں۔طویل مصوتوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ میر اور فانی کے درج ذیل اشعار مثال کے لیے پیش کرتے ہیں:

سرھانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سوگیا ہے
(میر)

دلِ فانی کی تباہی کو نہ پوچھ
الم لا متناہی کو نہ پوچھ
(فانی) (۱۵)

اسی طرح وہ مختصر مصوتوں کو زندگی اور زندہ دلی کی علامت قرار دیتے ہیں۔

ہر آواز کسی نہ کسی جذبے اور احساس کی نمائندگی کرتی ہے اسی لیے مرزا خلیل احمد بیگ آوازوں کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔

فیض کی نظم "تنہائی کا جائزہ لیتے ہوئے وہ نظم کی صوتیاتی تنظیم کے حوالے سے اس میں پائے جانے والے مصمتوں:بندشی مصمتوں، پہلوئی مصمتوں، ارتعاشی مصمتوں، تھپک دار مصمتوں، صفیری مصمتوں، مختصر مصوتوں ،غنائی مصوتوں، دہرے مصوتوں، کثیر الوقوع مصمتوں، کثیر الوقوع مصوتوں اور تجمعی لفظ کے حوالے سے تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔

انھوں نے فراق کی رباعیوں کے حوالے سے بڑے دلچسپ باتیں کیں اور بتایا کہ انھوں نے اعضائے بدن کے حوالے سے چہرہ، رخ، منہ، مکھڑا، سر، جبیں، پیشانی، ماتھا، ابرو، آنکھ، نین، پتلی، پلک، مژہ، مژگاں، رخسار، عارض، گال، گات، لب، ہونٹ آدھر(لب)، ناک، کان، ٹھوڑی،گردن ،کلائی، شانہ، دوش، بغل، بازو، ہاتھ، بانہہ، انگلی، دل ،سینہ، کاندھا، ناف، کمر، پیڑو، کولھا، ران، گھٹنا، پنڈلی، ٹخنہ، پاؤں، تلوا، ایڑی وغیرہ، محبوب کے اعضا کے حوالے سے محبوب کی آواز، گفتار، رفتار، چال ،چاپ، انگڑائی، شوخی، مسکان، مسکراہٹ تبسم، ہنسی، جماہی، دھڑکن، سانس، زلف، گیسو، مانگ، جوڑا، بال، پہلو، گود، نظر ، نگاہ، آنسو، تِل، قامت ،قد، رنگ، روپ، جوبن، اور جوانی کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ محبوب کے گھونگھٹ، آنچل، کنگھی، کنگن اور چوڑی بھی اہمیت کے حامل ہیں۔(۱٦)

اسی طرح اگر ہم ان لفظوں کا بغور مطالعہ کریں تو ان میں بے شمار الفاظ معنیاتی حوالے سے ایک دوسرے کے مترادف اور متوازی نظر آتے ہیں۔

یہ کتاب لسانی اور اسلوبیاتی حوالے سے ادب کے مطالعہ کے حوالے سے ایک اہم کتاب ہے۔جس میں نہ صرف لسانیات ا ور اسلوبیات کے حوالے سے مختلف مباحث اور اسلوبیات کی تاریخ بھی پیش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے اس کتاب میں اسلوبیاتی تنقید کے حوالے سے عملی نمونے بھی پیش کیے ہیں جو کہ اسلوبیاتی تنقید میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

حوالہ جات:

(۱) وزیر آغا،ڈاکٹر، *تنقید اور جدید اردو تنقید*، کراچی: انجمن ترقی اردو، بار اول،۱۹۸۹ئ، ص۷٤
(۲) طارق سعید، *اسلوب اور اسلوبیات*، لاہور: نگارشات، ۱۹۹۸ئ،ص۳۰
(۳) گوپی چند نارنگ،ڈاکٹر، *ادبی تنقید اور اسلوبیات*، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء،ص۱۷
(٤) ایضاً،ص۳۳
(۵) دانیال طریر،*معاصر تھیوری اور تعین قدر*،مہردر انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ پبلی کیشن، ۲۰۱۲،ص۱۱
(٦) طارق سعید، *اسلوب اور اسلوبیات*،
(۷) خلیل احمد بیگ'مرزا، *اسلوبیاتی تنقید*، لاہور :بھٹی سنز، ۲۰۱۸ئ،ص۲۷
(۸) ایضاً،ص۳۳
(۹) ایضاً،ص۳۰
(۱۰) ایضاً،ص٤۸
(۱۱) ایضاً،ص۱۰۰، حواشی
(۱۲) نام (norm) سے یہاں مراد زبان کا مقررہ ضابطہ ، طے شدہ قواعد واصول اور مقررہ معیار کی خلاف ورزی کرنا ہے۔
(۱۳) خلیل احمد بیگ،مرزا، *اسلوبیاتی تنقید*،ص۹۹،۹۸
(۱٤) ایضاً،ص۳۵۸
(۱۵) ایضاً،ص۳٦۲
(۱٦) ایضاً،ص٤۹۲